بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

# 083: سورۃ المطففین کی مختصر تفسیر

سورۃ المطففین مکی سورۃ ہے اور 36 آیات ہیں اور جب مکی سورۃ کہا تو اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس سورۃ کے بنیادی پیغام کا تعلق ایمانیات سے ہے عقائد سے ہے اور اس سورۃ کا موضوع اور بنیادی پیغام ارکان ایمان میں سے آخرت پر ایمان کے تعلق سے ہے "الایمان بالیوم الأخر" اور آپ ساتھیوں نے دیکھا ہو گا کہ آخری پارے کی یہ چھٹی سورۃ ہے غالباً۔

سورۃ النبا پیغام کیا تھا؟ بنیادی طور پر "الایمان بالیوم الأخر"۔ سورۃ النازعات کا یہی پیغام ہے لیکن انداز مختلف ہے سب کا سبحان اللہ، سورۃ عبس کا یہی پیغام ہے، سورۃ التکویر کا یہی پیغام ہے، پانچویں سورۃ سورۃ الانفطار کا یہی پیغام ہے، آج چھٹی سورۃ ہے سورۃ المطففین کا بھی یہی پیغام ہے۔ "الایمان بالیوم الأخر" اور اس کے تعلق سے اس عظیم سورۃ کی پہلی آیت میں ہی یہ پیغام موجود ہے ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾۔

ویل کا لفظ عمومی طور پر اس کا معنی ہے خرابی، ہلاکت، ناکامی، دردناک عذاب، اور جو خاص معنی ہے جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جس میں دردناک اور سخت عذاب ہوتا ہے اور مطففین (تطفیف کرنے والے) جیسے آگے بیان کروں گا اور مطففین وہ لوگ ہیں جن میں دو خصلتیں ہوتی ہیں مطفف اس شخص کو کہتے ہیں جس کے اندر یہ بُری خصلتیں ہوں:

1۔ اپنا حق مکمل طور پر لینا

2۔ دوسروں کا حق دیتے ہوئے اس میں کمی کرنا

اپنے حق پر حریص ہیں اپنے حق سے زیادہ بھی لینا چاہتے ہیں حریص ہیں دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں صرف سستی نہیں برتتے بلکہ جان بوجھ کر کمی کرتے ہیں اور اگر ان کے بس میں ہو تو دوسروں کا حق مکمل طور پر نہ دیں۔

الغرض، اس کی تفصیل بتاؤں گا میں لیکن آپ یہ دیکھیں بنیادی پیغام میں ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ اور یہ تطفیف کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ جو تطفیف کر رہا ہے اس نے مرنا بھی ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے اس کا حساب کتاب بھی ہونا ہے اور پھر اس کا انجام بھی ہونا ہے یا ابرار میں سے ہے یا فجار میں سے ہے، یا جنت ہے یا دوزخ ہے بیچ کا راستہ کوئی نہیں ہے، سبحان اللہ۔ تو "الایمان بالیوم الأخر" اس خوبصورت انداز میں جو پچھلی صورتوں سے ہٹ کر ہے بالکل۔

سورۃ الانفطار میں قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ابتداء ہے اس سے پہلے سورۃ التکویر میں ابتداء اسی طریقے سے ہے ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (التکویر:1) قیامت کی ہولناکیوں سے ابتداء ہے، سورۃ عبس میں کچھ اور انداز ہے ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّىٰٓ﴾ (عبس:1)۔ سورۃ النازعات میں ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾ (النازعات:1) سخت الفاظ ہیں۔ سورۃ النبا میں ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝١ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ﴾ (النبا:1-2)۔ اور اس سورۃ میں آیت کریمہ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾۔ آیئے دیکھتے ہیں اس عظیم سورۃ کی مختصر سی تفسیر، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ (المطففین:1) (خرابی ہے کمی کرنے والوں کے لیے)۔ اور یہ خرابی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے دنیا میں یہ خرابی محسوس ہو یا نہ ہو یقیناً آخرت میں یہ خرابی ہو کر رہے گی۔ ویل کا معنیٰ عام معنٰی میں خرابی ہے ہلاکت ہے ناکامی ہے اور خاص معنٰی میں جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جس میں کافروں کا دردناک عذاب ملتا ہے۔ ﴿لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ تطفیف کرنے والوں کے لیے لفظ کمی کرنے والوں کے لیے سے زیادہ بہتر ہے۔ دونوں میں فرق کیا ہے؟ کمی صرف کمی کرتے ہیں۔ تطفیف میں کیا ہوتا ہے کون ہے مطففین؟

﴿الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ﴾ (المطففین:2-3) (جو لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا بھر کر لیں) ﴿وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾ (اور جب دوسروں کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں)۔

دو خصلتیں ہیں اور یہ مثال ہے ایک صرف خرید و فروخت میں، ماپ اور تول میں ورنہ اس کا معنیٰ اس سے بھی زیادہ عام ہے۔ خرید و فروخت روزمرہ زندگی میں ہم کرتے رہتے ہیں ہم میں سے شاید کوئی شخص بچتا نہیں ہے اس چیز سے تو آگاہ کیا جارہا ہے تمہاری روزمرہ زندگی میں جو تم تجارت کرتے رہتے ہو لین دین کرتے رہتے ہو خرید و فروخت کرتے رہتے ہو اس چیز کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا ہے کہ جیسے تمہیں تمہارا حق پیارا ہے دوسروں کو بھی ان کا حق پیارا ہے۔ ایمان کا یہ تقاضہ ہے مسلمان ہو مومن ہو تم دوسروں کی طرح نہیں ہو تمہارا رہن سہن دوسروں سے الگ ہے، تمہارے اخلاق دوسروں سے الگ ہیں تمہاری خرید و فروخت بھی دوسروں سے الگ ہے۔ کیسے الگ ہے؟ جب بیچنے کا وقت ہو لوگوں کو کچھ دینے کا وقت ہو تو ان کو چیز دیتے وقت یا سودا دیتے وقت کمی کر کے ان کے اوپر ظلم نہ کرو اور جب اپنا حق لینے کا وقت ہو تو اپنا حق مکمل طریقے سے لو۔ شریعت

نے اس سے منع نہیں کیا کہ اپنے حق میں تم کمی کرتے رہو، نہیں! اپنا حق مکمل لو کوئی حرج نہیں ہے یہ تمہارا حق ہے لیکن دوسروں کے حق میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔

﴿الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ﴾ مکمل طریقے سے اپنا حق لے لیا ہے۔ایک کلو اگر دال لینی ہے تو ایک کلو کے پیسے پورے لے لیے اور جب دال تول کر دی تو ایک کلو سے کم تول کر دی یہ کیا ہے؟ خرید و فروخت میں تطفیف ہے۔)

﴿وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ کمی کر دیتے ہیں۔

تطفیف کی اور صورتیں دیکھیں جو ہماری روزمرہ زندگی میں میں سمجھتا ہوں خرید و فروخت سے بھی زیادہ عام ہے۔اپنے گھر کے اندر میاں بیوی کے رشتے کو دیکھ لیں والدین اور اولاد کے رشتے کو دیکھ لیں حقوق کی ادائیگی کی ہم بات کر رہے ہیں۔ بعض خاوند ایسے ہوتے ہیں جو اپنا حق مکمل طور پر لینا پسند کرتے ہیں اور جب بیوی کے حقوق کی باری آتی ہے تو اس میں کمی کر دیتے ہیں اور پھر کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں اور اکثر اعذار جو ہیں وہ مکڑی کے گھر کی طرح کمزور ہوتے ہیں بیوی سے اپنا حق پورا لینا ہے اس کے حق کی ادائیگی میں کمی کرنی ہے نان نفقہ میں کمی ہے حسن اخلاق میں بھی کمی ہے۔بیوی سے یہ مطالبہ ہے کہ صاف ستھری رہا کرو میں تمہیں خوبصورت دیکھنا چاہتا ہوں اپنی حالت کیا ہے؟ جوئیں پڑی ہوئی ہیں سر میں یا منہ مشکل سے دھوتا ہے تطفیف ہے کہ نہیں؟ جیسے آپ کو پسند ہے کہ آپ کی بیوی خوبصورت نظر آئے یہ آپ کا حق ہے اس کا بھی حق ہے کہ اس کا خاوند جو ہے وہ بھی خوبصورت نظر آئے۔

بعض ساتھی (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) داڑھی کو کنگھی نہیں کرتے کہتے ہیں یہ مرد بھی کنگھی کرتے ہیں کیا؟! ہاں یار مرد بھی کنگھی کرتے ہیں صرف عورتوں کے لیے کنگھی تھوڑی ہوتی ہے! مرد بھی کرتے ہیں۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ نے پورا میک اپ ہی کر لینا ہے آپ خوشبو لگائیں آپ صاف ستھرے کپڑے پہنیں آپ غسل کریں آپ چہرے کو دھوئیں۔

بعض لوگ جب کسی کام پر جاتے ہیں کسی سے ملنا ہوتا ہے تو پرفیوم ایسے جیسے نہا کر جاتے ہیں پرفیوم سے کہ کسی سے ملنا ہے اگرچہ دس دن سے نہایا نہ ہو جب گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں تو بڑی خستہ حالت ہوتی ہے، رحم کریں اپنی بیویوں اور بچوں پر۔دوسری طرف بیویوں کو دیکھ لیں اپنا حق پورا لے لیتی ہیں جب خاوند کے بنیادی حقوق کی بات آتی ہے تو اس میں کمی کر دیتی ہیں یہ تطفیف ہے ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔دیکھ لیں والدین اور بچے والدین چاہتے ہیں کہ ان کے بچے ان کی respect کریں ان کا حق ہے، ان کی بات مانیں ان کا حق ہے، ان کی فرمانبرداری کریں والدین کا حق ہے لیکن بچوں

کا کوئی حق نہیں ہے! اچھی تربیت بچوں کا حق ہے ہم میں سے جو اپنی بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتا وہ مطففین میں سے ہے۔ اپنا حق تو پورا لے لیا اب ان کا حق اچھی تربیت یہ اولاد کا حق ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(التحریم:6)اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بچاؤ۔ کیسے آگ سے بچیں گے تربیت بُری ہے تو کیا بچیں گے ؟! سبحان اللہ ، یہ بھی تطفیف ہے۔ اس سے بڑھ کر تطفیف والدین کی نافرمانی میں ہے، اُلٹا۔ اولاد اپنی من پسند چیز اپنے والدین سے منوا لیتی ہے اور جب والدین کوئی کام بتاتے ہیں تو صرف اُف سے کام نہیں ہوتا اب اُف کا زمانہ میرا خیال ہے گیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اب تو یوں اتنا بڑا منہ کھول کر کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے میں تھکا ہوا ہوں مجھ سے ہوتا نہیں ہے بے چارے والدین دیکھتے رہتے ہیں ، یہ انتہا ہے تطفیف کی ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾۔

اور ان سے بڑھ کر وہ لوگ جو بدعت کرتے ہیں ، رشتے کو توڑنا اور پھر جو بدعتی ہیں جو سنت میں تطفیف کرتے ہیں۔ اتباع سنت فرض ہے نئی نئی چیزیں ایجاد کر کے دین میں شامل کر دینا یہ بھی تطفیف ہے۔

اور اس سے بڑھ کر وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں تطفیف کرتے ہیں ، شرک۔ شرک سب سے بڑی مصیبت ہے سب سے بڑا جرم ہے اور سب سے بڑا ظلم ہے مشرک سب سے بڑا مطفف ہے۔ اگر خرید و فروخت میں گھر کے اندر رہن و سہن میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ، والدین کے ساتھ ، رشتے داروں کے ساتھ ، حقوق کی ادائیگی میں سب سے آگے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حق میں حق تلفی کرتا ہے تطفیف سے کام لیتا ہے ، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دی ہوئی سب ہیں اس کے پاس ، سمع ہے بصر ہے فؤاد ہے جسم ہے صحت ہے نعمت ہے سب کچھ اس کے پاس ہے اولاد ہے مال ہے بیوی ہے بچے ہیں سب کچھ اس کے پاس ہے۔ اپنا حق اگرچہ ہمارا حق کہاں ہے ؟ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے لے لیا ہے نعمتیں اس کے پاس موجود ہیں اس کے عوض میں ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾(الذاریات:56) یہ نہ کر پائے زندگی ساری شرک میں ڈوبا رہا یہ سب سے بڑی تطفیف ہے اور یہ سب سے بڑا جرم ہے۔

الغرض ، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ﴾(المطففین:4)(کیا یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جانے والے ہیں ؟)۔﴿مَبْعُوثُونَ﴾ بعث سے ہے بعث (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا)۔ کیا ان لوگوں نے کبھی سوچا نہیں تطفیف کرنے

والے سن لیں کیا مرنا نہیں ہے؟! ہمارے اباؤاجداد مر چکے ہیں ہمارے کئی جاننے والے دوست واحباب ہم سے جدا ہو چکے ہیں، قبر کے ہم روزانہ قریب ہوتے جارہے ہیں یقیناً ایک دن مر جانا ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾(الرحمٰن:26-27)۔ کیا کبھی ذہن میں خیال نہیں آیا کبھی سوچ نہیں آئی کہ مر جانا ہے اور مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے؟ اگر نہیں سوچا تو اب سوچنا شروع کردو۔ کیوں؟ کیونکہ جب دوبارہ اٹھایا جائے گا تو سن لیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

﴿اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾(المطففین:4-5)۔ کس وقت کس دن کے لیے دوبارہ زندہ کیا جائے گا ہمیں؟ ایک بڑے دن کے لیے ﴿لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ یہ دن عظیم ہے سب سے بڑا دن ہے۔ اس دن کی عظمت اس کے وقت میں ہے کہ سب سے لمبا ہے پچاس ہزار سال کا دن ہے، اس وقت کی عظمت اس کی ہولناکیوں میں ہے۔ سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور "حُفَاةً، عُرَاةً، غُرْلًا" ننگے پاؤں، برہنہ بدن اور جسم کے مکمل حصوں کے ساتھ اس دن میدان محشر میں کھڑے ہوں گے۔

برہنہ بدن کیوں؟ جو کچھ کمایا ہے دنیا میں وہ دنیا میں رہ گیا، جو بھی ساتھی تھے اس دنیا میں سب چھوڑ کر چلے گئے، اکیلا انسان ہے دنیا کی کمائی میں سے کچھ بھی نہیں ہے بدن کا کپڑا بھی نہیں ہے پاؤں کی جوتی بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا زمین تانبے جیسی ہوگی کوئی سایہ نہیں ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے یا وہ سایہ جو اللہ تعالیٰ مقرر فرمادے جیسے کہ سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران سایہ بن کر آئیں گی، بعض لوگ اپنے صدقات اور خیرات کے سائے کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ الغرض، ہولناکیاں ہیں ﴿لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾۔

﴿يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(المطففین:6) (جس دن لوگ کھڑے ہوں گے تمام جہانوں کے ربّ کے سامنے)۔ کہاں کھڑے ہوں گے؟ میدان محشر میں۔ کس کے سامنے کھڑے ہوں گے؟ کیوں کھڑے ہوں گے؟ کس چیز کا انتظار ہے؟ تمام جہانوں کے ربّ کے سامنے حساب کے لیے کھڑے ہیں ابھی حساب ہونا ہے اور حساب جب ہوگا تو دو لوگوں کا برابر حساب نہیں ہوگا مومن کا اور کافر کا، مسلم کا اور مجرم کا، اچھے کا اور بُرے کا حساب برابر نہیں ہوگا، فرمانبردار اور نافرمان کا حساب برابر نہیں ہوگا، ابرار اور فجار کا حساب ایک جیسا نہیں ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ﴾(المطففین:7)۔

اب حساب کے لیے نامۂ اعمال بھی تو ہو گا ناں کتاب بھی تو ہو گی ناں۔﴿كَلَّآ﴾ (ہر گز نہیں)﴿اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ﴾(بے شک بدکاروں کا اعمال نامہ سجّین میں ہے)۔

یہ اعمال نامہ ہے بدکاروں کا فجار اپنے ربّ کے نافرمان، فجور کا راستہ اختیار کرنے والے دنیا میں اس وقت، زندگی گزرتی گئی فجور بڑھتا گیا یہاں تک کہ موت بھی اسی فجور میں آئی، نعوذ باللہ من الخذلان۔ مر گئے بعث ہوا کھڑے ہیں﴿يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ﴾۔

سجّین کیا ہے؟﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ﴾(المطففین:8)(اور میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے کیا خبر سجّین کیا ہے)۔ یہ سجّین کی تعظیم کے لیے ہے کہ عام چیز نہیں ہے بہت بڑی چیز ہے جہنم کا عذاب ہے تنگ جگہ ہے۔"سجن" جیل ہے قید ہے یہ جہنم کا قید خانہ ہے سب سے پست جگہ ہے۔

یہ کتاب جو ہے فجار کی کیسی کتاب ہے ؟﴿كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ﴾(المطففین:9) (ایک لکھا ہوا دفتر ہے لکھی ہوئی کتاب ہے)۔﴿مَّرْقُوْمٌ﴾ نہ اس میں زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی ہو سکتی ہے جو لکھ دیا گیا وہ لکھ دیا گیا اب اس میں زیادتی یا کمی ہو نہیں سکتی اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ سبحان اللہ۔

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کی عرش سے اوپر لوح محفوظ تک رسائی ہے جو چاہیں بدل لیں جس کی تقدیر چاہیں بدل لیں۔ ارے! نامۂ اعمال نہیں بدلا جا سکتا، سبحان اللہ ﴿كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ﴾ یہ کتاب ان فجار کی کتاب یا اعمال نامہ مرقوم ہے لکھ دیا گیا ہے درج کر دیا گیا ہے اس میں کوئی تبدیلی اب ہو نہیں سکتی۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾(المطففین:10)(اس دن خرابی ہے جھٹلانے والوں کے لیے)۔ اے فجار! تم جھٹلاتے رہو اب تمہارے لیے ویل ہے ایک تطفیف جو تم نے کی ہے تطفیف کی ایک یہ صورت یہ بھی ہے۔

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ ،﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ اس لیے تطفیف سے مراد صرف خرید و فروخت نہیں ہے وہ ابتداء ہے انتہاء شرک تک بھی یہ معنی چلا جاتا ہے، تکذیب تک کفر تک بھی یہ معنی تطفیف کا چلا جاتا ہے۔﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ اس دن خرابی ہے ناکامی ہے، ہلاکت ہے ویل ہے جھٹلانے والوں کے لیے۔

کیا جھٹلاتے ہیں ؟﴿الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾(المطففین:11)(جو لوگ جھٹلاتے ہیں روز جزا و سزا کو یوم الدین کو جھٹلاتے ہیں قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں)۔ یہ خبر ابو جہل، ابو لہب اپنی زندگی میں سن رہے ہیں کہ نہیں سن رہے ؟

مشرکین عرب سن رہے ہیں کہ نہیں سن رہے ؟آج مشرکین سن رہے ہیں کہ نہیں سن رہے ؟تاقیامت سنتے رہیں گے عجب بات ہے پھر بھی جھٹلاتے رہتے ہیں!

اب تو یہ بات مسلمات میں سے ہوگئی ہے الحمدللہ دور حاضر میں کہ قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے کو سو فیصد صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ واضح ہو چکی ہے بات جو نہیں مانتا انکار کرتا ہے وہ ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کرتا ہے ورنہ حقیقتاً ان کافروں کے بڑے بڑوں نے بھی اقرار کرلیا ہے کہ واقعی اس میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔الغرض، جھٹلاتے ہیں یوم الدین۔یوم القیامۃ نہیں فرمایا،یوم الحساب نہیں فرمایایوم الدین فرمایاہے۔

دین، جزااور سزا یقیناًہر بندہ چاہتا ہے کہ اسے جزا ملے سزا نہ ملے لیکن کافروں کی سوچ پر تعجب ہوتا ہے وہ بھی جزا ہی چاہتے تھے جزا ہی چاہتے ہیں، جزا ہی چاہتے رہیں گے سزا سے دور رہنا پسند کرتے ہیں پھر بھی یوم الدین کو جھٹلا دیا!ابو جہل نے جھٹلایا،ابو لہب نے جھٹلایا،فرعون نے جھٹلایا،نمرود نے جھٹلایااور نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہیں جو ان کے نقش قدم پر چل کر یوم الدین کو جھٹلارہے ہیں۔

جھٹلاتا کون ہے اس دن کو؟﴿وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ﴾(المطففین:12)(اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر حد سے بڑھ جانے والا گناہ گار)۔﴿مُعْتَدٍ﴾(حد سے تجاوز کرنے والا) ﴿اَثِيْمٍ﴾(گناہ گار)۔﴿مُعْتَدٍ﴾ فعل سے،یہ بھی بعض مفسرین نے کہاہے ﴿مُعْتَدٍ﴾ فعل سے ﴿اَثِيْمٍ﴾ قول سے۔یہ ﴿مُعْتَدٍ﴾ اپنے کسب اپنے اعمال سے ﴿اَثِيْمٍ﴾ اپنے گناہوں سے یعنی اس کو اپنے گناہوں کی سزا ملے گی اپنے کیے کی سزا ملے گی۔﴿اَثِيْمٍ﴾ اثم سے ہے۔یعنی ہر گناہ گار شخص،حد سے تجاوز کرنے والا شخص اور حد سے تجاوز کی انتہا کفر اور شرک ہے بدعات مکفرۃ ہے وہ یہ جھٹلاتے ہیں۔

کیسے جھٹلاتے ہیں؟ وہ سنتے تو تھے یہ آیات کریمہ کافروں نے سنی ہیں، مشرکن عرب نے بھی سنی ہیں ابو جہل،ابو لہب نے سنی ہیں جب سنتے تو کہتے کیا تھے؟﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾(المطففین:13)(جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو کہے یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں (یعنی پہلے گزر جانے والے لوگوں کی کہانیاں ہیں))۔﴿اَسَاطِيْرُ﴾(من گھڑت کہانیاں)﴿الْاَوَّلِيْنَ﴾ پہلے ((اوّل سے اوّلین) پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں)۔

عرب میں قصے کہانیاں کافی لوگ پڑھتے تھے"ألف ليلة وليلة"اور اس کے علاوہ بھی کئی کہانیاں جو معروف اور مشہور تھیں۔اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قرآن مجید کی آیتوں کی تلاوت کرنا شروع کی گزرے ہوئے لوگ اقوام

کی اخبار ان کی خبریں دیں، نئی باتیں ان کے سامنے جنت اور دوزخ کی خبر دی، اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات اللہ تعالیٰ کے احکام کی خبر دی انہوں نے کہا یہ تو قصے اور کہانیاں ہیں نئی بات کون سی ہے! ﴿اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾۔ ﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا﴾ "اذا تلٰی ھو" "نہیں۔" "اذا تلٰی" (وہ خود پڑھتا ہے) ﴿تُتْلٰى﴾ (اس پر پڑھی جاتی ہے) مبنی للمجھول ہے یعنی:

1۔ایک تو خود پڑھتا نہیں ہے (ہٹ دھرمی دیکھیں ذرا) وقت نہیں ہے کہ وہ پڑھے نہ وہ پڑھنا چاہتا ہے۔

2۔اگر کوئی ان پر پڑھتا ہے۔

دیکھیں حجت کیسے قائم ہو رہی ہے ﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا﴾۔ کہاں تک خبر پہنچ گئی ہے؟ بے خبری میں نہیں ہے کسی جنگل میں نہیں رہتا، کسی ایسے سیارے پر نہیں رہتا جہاں پر اسے اللہ تعالیٰ کی آیتیں پہنچی نہ ہوں۔ آیتیں پہنچا دی گئی ہیں کان تک بھی پہنچی ہیں۔ سبحان اللہ ﴿ تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا﴾۔ جواب میں کیا کہتا ہے؟ ﴿قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ اس نے جواب بھی دے دیا۔

﴿كَلَّا بَلْ ۜ﴾ (المطففین:14) (ہر گز نہیں)۔ بات یہ نہیں ہے جو وہ کہہ رہا ہے مسئلہ کچھ اور ہے مسئلہ اس کی زبان کا نہیں ہے مسئلہ اس کے کان میں نہیں ہے مسئلہ اس کے جسم کے کسی اور حصے میں ہے مسئلہ ایک جگہ پر ہے ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ بات یہ ہے ﴿كَلَّا﴾ (ہر گز نہیں، بلکہ زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر)۔ یہ کیسا زنگ کس چیز کا زنگ ہے؟ زنگ تو لوہے کو پکڑتا ہے دلوں کو زنگ کہاں سے پکڑتا ہے؟! دل سخت لوہے کی طرح ہو چکے ہیں زنگ نے پکڑ لیا ہے۔ یہ کون سا زنگ ہے؟ ﴿مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (جو وہ کماتے تھے)۔

ارے کیا کماتے تھے؟! ابو جہل نے کیا کمایا؟ مال جو کمایا وہ چھوڑ کر گیا ہے اس کی بات نہیں ہو رہی۔ اس کا جو حشم تھا جو مال، دولت، اولاد وہ یہ کہتا تھا کہ میں اپنے قبیلے کا سردار ہوں میرے ساتھ میرے ساتھی ہیں تو ساتھی کہاں ہیں اکیلا مرا پڑا تھا ۔﴿يَكْسِبُوْنَ﴾ سے کیا مراد ہے؟ کسب سے مال مراد نہیں مال و متاع، بیوی بچے، ساتھی دوست یہ نہیں اعمال ہیں۔ ہماری اصل کمائی ہمارے اعمال ہیں ہمارے اقوال ہیں ہمارے افعال ہیں یہ اصل کمائی ہے۔

کیا کمایا تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانا ابو جہل نے جو کمایا تھا ابو لہب نے جو کمایا تھا تکلیف دینا، گالیاں دینا، بُرا بھلا کہنا یہاں تک کہ ان ظالموں کافروں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہاتھ بھی اٹھائے تھے ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (المسد:1) سبحان اللہ، شرک کمایا کفر کمایا۔

ہر نافرمان جب کوئی نافرمانی کرتا ہے تو دل کے اوپر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک پردے جیسی شکل اختیار کرلیتا ہے کالا سیاہ پردہ چھا جاتا ہے دل کے اوپر، نعوذ باللہ من الخذلان اور پھر اس سے کبھی کوئی خیر توقع کر نہیں سکتے آپ۔ جب ایسا کیا جب دلوں پر پردے چھا گئے نہ پھر کان نے حق کو سنا نہ زبان سے کوئی حق بات نکلی، نہ پاؤں حق کی طرف چل کر گئے اور نہ ہاتھوں سے کبھی کوئی حق کیا۔

﴿كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَىِٕذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ﴾(المطففين:15)(ہر گز نہیں وہ اس دن اپنے ربّ سے روک دیئے جائیں گے)۔ اس دن اسی دن کی بات ہو رہی ہے قیامت کے دن کی بات ہو رہی ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے دور تھے توحید سے دور تھے سنت سے دور تھے، عمل صالح سے دور تھے خیر سے دور تھے تو قیامت کے دن ان لوگوں کو اپنے ربّ کے دیدار سے دور کردیا جائے گا۔

﴿لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ﴾ حجاب ہو گا دیکھ نہ پائیں گے اور اس آیت کریمہ سے اہل سنت والجماعت نے استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے عقیدے سے کہ قیامت کے دن مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اہل بدعت نے مخالفت کی ہے۔ جہمیہ، معتزلہ، کلابیہ، اشعریہ، ماتریدیہ، صوفیہ جتنے بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ناممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت کے دن مومنوں کے لیے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے اور اس کی دلیل میں ایک تو یہ آیت کریمہ ہے یعنی جب بعض لوگوں کو روک دیا جائے گا دیدار سے تو یقیناً بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو یہ دیدار نصیب ہو گا ورنہ پھر روکا کیوں گیا ہے! روکنا عذاب ہے ان کے لیے تکلیف ہے ورنہ اگر سب نے دیدار کرنا ہے تو پھر روکنے سے مراد کیا ہے اس کا فائدہ ہی کیا ہے! تو جب بدکاروں کو روکا ہے، جھٹلانے والوں کو روکا ہے، کافروں کو روکا ہے دیدار سے یقیناً ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور سورۃ القیامۃ کی معروف اور مشہور آیت کریمہ میں جس میں واضح الفاظ ہیں۔ کیا الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی دلیل؟ ﴿وُجُوۡهٌ يَّوۡمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ﴾(القيامة:22-23) (بعض ایسے چہرے ہوں گے اس دن جو چمکتے ہوئے ہوں گے پررونق ہوں گے ﴿نَّاضِرَةٌ﴾)۔ کیوں ہوں گے ناضرۃ؟ ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾(اپنے ربّ کا دیدار کر رہے ہوں گے)۔ یہ جمال یہ حسن چہروں کا کیوں ہو گا اس وقت؟ اپنے ربّ کا دیدار کرتے ہوئے ہو گا۔

اور صحیح بخاری، مسلم متفق علیہ حدیث میں دو احادیث ہیں بلکہ دو سے زیادہ ہیں لیکن دو میں مختلف پیغام ہیں ذرا غور کریں۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (یقیناً تم لوگ اپنے ربّ کا دیدار کرو گے جیسے کہ تم اس

سورج کو دیکھ رہے ہو بغیر بادلوں کے)۔ سورج کو دیکھنے میں اگر بادل نہ ہوں دقت ہوتی ہے کتنا روشن ہوتا ہے کتنا واضح ہوتا ہے۔ جیسے کہ سورج کو دیکھتے ہو یقیناً اپنے ربّ کو ایسے ہی دیکھو گے قیامت کے دن دیدار ہوگا مومنوں کو۔

دوسری حدیث میں، جیسے کہ تم چاند کو دیکھتے ہو اس میں دقت نہیں ہوتی چودھویں کی رات کو جب چاند بالکل واضح ہوتا ہے اس کو دیکھنے میں دقت بھی نہیں ہوتی ''لَاتَضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ'' قیامت کے دن تم اپنے ربّ کا دیدار جنت میں ایسے ہی کروگے۔ سبحان اللہ۔

یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا اور بھی کئی دلائل ہیں ان پر اجماع بھی ہے لیکن سبحان اللہ اس کے باوجود بھی اہل بدعت اپنی بدعت پر عمل کرتے ہوئے اس عقیدے سے دور ہو گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ﴾ (المطففین:16-17) (پھر بے شک وہ جہنم میں داخل ہونے والے ہیں)۔ حساب ہو گیا، نامۂ اعمال مل گیا سجّین میں نامۂ اعمال ملا ہے اب ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ﴾ جہنم رسید ہوئے۔ ﴿ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ﴾ (پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے یا تم جھٹلاتے تھے)۔ کیا، کیا یہی ہے ؟ قیامت کا دن، دوبارہ زندہ ہونا، میدان محشر کی ہولناکیاں، جہنم کا عذاب جس کو تم جھٹلاتے تھے دنیا میں اب جہنم کے عذاب کا مزا چکھو۔

ان دو آیات کریمہ میں دو آیتوں میں بڑا پیارا پیغام ہے ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ﴾، ﴿الْجَحِيمِ﴾ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے (جسم کے عذاب)۔ ﴿ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ﴾ یہ کون سا عذاب ہے؟ نفس کا عذاب ہے۔ کیسے ؟ وہ ندامت ہو گی ناں، ندامت، حسرت نفسیاتی عذاب ہے کہ نہیں ؟ تو سائیکوجیکلی بھی عذاب ہو گا اور فزیکلی بھی ہر اعتبار سے۔ سبحان اللہ، اب حسرت ہے ندامت ہے۔ کوئی فائدہ ہے حسرت اور ندامت کا ؟ یہ خبر اس وقت ان کی زندگی میں ان کو مل چکی تھی اگر توبہ کرنی تھی تو اس وقت کر لیتے نہیں توبہ کی انجام یہی ہوا اس سے بچ نہ پائے۔ یہ تو ایک طرف کے لوگ ہیں دوسری طرف دیکھتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ﴾ (المطففین:18)۔ یہ تو فجار تھے جحیم والے تھے، حسرت و ندامت والے تھے مطففین تھے تطفیف سے بچنے والے کون ہیں؟ حقوق کی ادائیگی میں سبقت کرنے والے کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں سبقت کرنے والے کون ہیں اور ان کا کیا انجام ہے۔ ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي

﴿عِلِّيِّينَ﴾(ہر گز نہیں(یعنی جو کچھ ہوا یہ ان کا معاملہ تھا فجار کا تھا) بے شک نیک لوگوں کا اعمال نامہ علّیین میں ہے جنت میں ہے بلند و بالا ہے)۔

﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا عِلِّيُّوۡنَ﴾(المطففین:19-20)(اور اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے کیا خبر علّیین کیا ہے )﴿كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ﴾ علّیین بلند جگہ ہے جنت میں اور یہ کتاب کیسی ہے کتاب الابرار ؟﴿كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ﴾ یہ بھی کتاب مرقوم ہے اس میں نہ کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے نہ زیادتی نہ کمی ہر انسان جو کما چکا ہے وہ اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔

﴿يَّشۡهَدُهُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ﴾(المطففین:21) (اس کتاب کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اسے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مقرب یا نزدیک والے)۔ فرمانبردار، موحد، متبع سنت وہ دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے رہے ساری زندگی ان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے قیامت کے دن وہ مقربین میں سے ہیں، سبحان اللہ۔ جو اپنے ربّ سے دور رہنا چاہتے ہیں دنیا میں وہ دنیا میں بھی دور رہیں گے اور آخرت میں بھی دور رہیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن سنت کے راستے کی اتباع کرتے ہوئے بدعت کا راستہ نہیں بدعت کے راستے میں قرب نہیں ہے بُعد ہے دوری ہے اللہ تعالیٰ سے تقرب کیا جاتا ہے اتباع سنت سے۔

﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ نَعِيۡمٍ﴾(المطففین:22)((یہ جو ابرار ہیں (جن کی کتاب علّیین میں ہے) بے شک نیک بندے نعیم میں ہیں نعمت میں ہیں آرام میں ہیں سکون میں ہیں)۔ نعیم ہے خیر ہی خیر ہے عافیت ہی عافیت ہے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور اس نعیم سے مراد جسم کا نعیم اور روح کا نعیم دونوں کا نعیم ہے۔

کیا کریں گے چند تھوڑی خبریں ہیں اب ان ابرار کے تعلق سے:

﴿عَلَى الۡاَرَآئِكِ يَنۡظُرُوۡنَ﴾(المطففین:23)(تختوں پر دیکھتے ہوں گے بیٹھیں گے زمین پر نہیں تختوں پر)۔ ﴿الۡاَرَآئِكِ﴾ جمع اُریکہ ہے اور ایسا تخت ہے جس کے اوپر ایک چھتری نما چیز بھی ہے سبحان اللہ، اوپر ہوگی اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے ﴿يَنۡظُرُوۡنَ﴾ نظارا دیکھیں گے۔

﴿تَعۡرِفُ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِيۡمِ﴾(المطففین:24)(تو ان کے چہرے پر نعمت کی تروتازگی پائے گا)۔ جب انسان منعم ہوتا ہے تو اس کا چہرہ بھی پر رونق ہوتا ہے جب انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے جسم کی یا سائیکولوجیکلی کوئی ٹارچر ہوتا ہے یا وہ ناراض ہوتا ہے یا غصے میں ہوتا ہے تو اس کی شکل بھی چہرے پر بھی کچھ ناگواری نظر آتی ہے۔ جنت میں کوئی ناگواری ہے نہیں اس لیے ان

کے چہرے کیسے ہوں گے ؟﴿نَضْرَةَ النَّعِيمِ﴾ سارے کا سارا نعیم جو وہ محسوس کرتے ہیں فزیکلی، سائیکولوجیکلی، روحانی جسمانی جو بھی وہ محسوس کرتے ہیں ان کے چہرے پر ہوگا۔ سبحان اللہ پر مسرت پر رونق چہرے ہوں گے۔

﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُوْمٍ﴾(المطففین:25)۔وہ دیکھتے ہیں (کیا دیکھتے ہیں ؟) جنت کے نظارے دیکھتے ہیں وہ ان جہنم والوں کو بھی دیکھتے ہیں، سبحان اللہ۔ جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا پورا ہوا کہ نہ ہوا؟ ہمارا وعدہ پورا ہوا ہے اور یقیناً جو تم سے وعدہ تھا وہ بھی پورا ہوا ہے، چہرہ پر رونق ہے۔ پئیں گے کیا؟﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُوْمٍ﴾(انہیں پلائی جاتی ہے خالص شراب ایسی شراب جو مختوم ہے سر بمہر ہے ختم کر دیا گیا ہے اس کے اوپر)۔

دنیا کی شراب بے عقل کر دیتی ہے پاگل کر دیتی ہے دیوانہ کر دیتی ہے کمزور کر دیتی ہے بے ایمان کر دیتی ہے نافرمان بنا دیتی ہے۔آخرت کی شراب کیسی ہے ؟﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُوْمٍ﴾ رحیق ہے شراب ہے اس پر خاص مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ کیسی ہے ؟

﴿خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ (المطففین:26) (اس کی مہر مشک پر جمی ہوئی ہے اور چاہیے کہ رغبت کرنے والے اس میں رغبت کریں مقابلہ کرنے والے سبقت کرنے والے اس میں مقابلہ کریں سبقت کریں اور آگے بڑھیں)۔

دنیا کی شراب میں بُو ہوتی ہے سر درد ہوتا ہے جسم کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے بیماریاں ہوتی ہیں آخرت کی شراب میں ایسا کچھ نہیں ہے، عقل مزید مضبوط جسم میں تروتازگی توانائی۔اور خوشبو کیسی ہے ؟ عام نہیں ہے ﴿خِتٰمُهٗ مِسْكٌ﴾ ہے شروع میں پیتے ہیں ٹیسٹ اور ہے خوشبو اور ہے جو آخری بچا ہوا حصہ ہے اس کی خوشبو مشک کی ہے سب سے اچھی خوشبو ہے تاکہ مزید پینے کا جی بھی کرے۔

عام طور پر انسان جب پہلے پیتا ہے تو اس کی لذت شروع میں ہوتی ہے آخر میں لذت ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا ہوتا ہے ناں کوئی مشروب آپ پیتے ہیں کیونکہ انسان کی جو زبان ہے اس میں جو receptors ہوتے ہیں اس میں adaptation ہو جاتی ہے آپ جب پیتے ہیں تو پہلی مرتبہ آپ کو چند سپس سے مزا آجاتا ہے پھر آپ پیتے رہتے ہیں اور وہ مزا جو ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے ۔ نہیں آخرت میں ایسا نہیں ہے ہر ایک ایک گھونٹ میں الگ الگ مزا ہے اور سب سے آخر میں سب سے زیادہ مزا ہے۔ سبقت کرنا ہے کسی نے ارے! دنیا میں سبقت کرنے والے، مال و دولت میں سبقت کرنے والے، اہل و عیال میں سبقت کرنے والے،

فیکٹریاں لگانے میں سبقت کرنے والے اگر سبقت کرنی ہے تنافس کرنا ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہے تو اس کے لیے کیوں نہیں بڑھتے ہو؟! ﴿وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ اس جنت کے لیے اپنے ربّ کی رضا کے لیے مقابلہ کرو سبقت حاصل کرو۔

دو دوست ہیں دو بھائی ہیں فجر کی نماز میں پہلے کون جاتا ہے؟ کبھی وہ بھائی ہوتا ہے کبھی وہ بھائی ہوتا ہے سبحان اللہ، دو تین منٹ کی کبھی کبھی دیر ہو جاتی ہے دونوں میں یہ سبقت ہے اور خوشی سے باتوں باتوں میں ''آج میں سبقت لے گیا'' سبقت ہے، کسی فقیر کی مدد میں سبقت ہے، کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی سبقت حاصل کرو، دعوت اور تبلیغ کے لیے علم حاصل کرنے میں سبقت حاصل کرو۔ آج امت پیاسی ہے توحید کا سبق حاصل کرنے کے لیے سنت کا سبق حاصل کرنے کے لیے پیاسی ہے کیسے سبق دیں گے بغیر علم کے؟ جنت کو حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے کچھ کرنا پڑے گا کچھ کرنے کے لیے سبقت حاصل کرو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، اگر یہ ﴿رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ﴾ پینا ہے جس کی ختام مشک ہے تو پھر سبقت لینی ہی پڑے گی۔ دیکھیں سبقت کی بات آئی ہے اور پھر دیکھیں ابھی کچھ خبر اور باقی ہے اس مشروب کے بارے میں صرف ایک مشروب کی بات ہو رہی ہے۔

﴿وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ﴾(المطففین:27) (اور اس میں آمیزش ہے تسنیم کی (ایک عمدہ قسم کا ایک پانی ہے جو بلند جگہ سے آتا ہے))۔ اونٹ کے کوہان کو کیا کہتے ہیں؟ سنام کہتے ہیں ناں تو ﴿تَسْنِيْمٍ﴾ بلند جگہ سے یہ پانی آتا ہے اور اس مشروب میں اس کی آمیزش ہو جاتی ہے مشک کی۔ سبحان اللہ، تو پینے والا بھی بلند درجے پر ہوتا ہے پست درجے پر نہیں۔

یہ تسنیم کیا ہے؟ ﴿عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾(المطففین:28) یہ شراب جو پیتے ہیں رحیق مختوم جو ہے یہ عین ہے کئی نہیں ہو گی چشمے ہیں جنت میں۔ یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب پیتے ہیں مقربین پیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک والے جو فرمانبردار ہیں موحد اور متبع سنت ہیں وہ پیتے ہیں، حق پر زندگی بسر کرنے والے پیتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا﴾(المطففین:29) پھر واپس دنیا کی خبر دیکھیں ذرا اب آخرت تک چلے گئے ہیں فجار کا انجام، ابرار کا انجام آئیں دیکھیں دنیا میں کیا کرتے تھے وہ۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ﴾ (یہ جو مجرم ہیں بے شک جن لوگوں نے جرم کیا یعنی جو گناہ گار ہیں فجار ہیں وہ مومنوں پر ہنستے تھے)۔ کہاں آخرت میں؟ نہیں! دنیا میں ہنستے تھے مذاق اڑاتے تھے۔

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾(المطففین:30)(اور جب ان سے ہو کر گزرتے تو آنکھ مار کر گزرتے آنکھیں مارتے یا کچھ اشارے سے بات کرتے (دیکھو وہ جا رہا ہے))۔

مومن کیا کرتے رہے؟ صبر کرتے رہے۔ یہ فجار بدکار کیا کرتے رہے؟ ہنستے رہے مذاق اڑاتے رہے چاہے یہ لوگ بیٹھے ہوں مومنوں کا گزر ہو﴿يَتَغَامَزُونَ﴾ چاہے مومن بیٹھے ہوں ان لوگوں کا گزر ہو پھر بھی ﴿يَتَغَامَزُونَ﴾ نہیں چھوڑتے تھے کسی حال میں کسی صورت میں چھوڑتے نہیں تھے۔

اور آپ دیکھ لیں یہ صرف اس زمانے کی بات نہیں ہے ہر زمانے کی یہ بات ہے اہل حق، اہل توحید، اہل سنت، مذہب السلف پر قائم لوگوں کو ہمیشہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے گالیاں سننی پڑتی ہیں، طرح طرح کے الزامات تراشے جاتے ہیں، بدزبانی بدکلامی، تہمتیں لگائی جاتی ہیں لیکن سبحان اللہ آپ دیکھیں قلت تعداد ہے مسائل ہیں وسائل کی کمی ہے اس کے باوجود بھی ثابت قدمی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الطائفۃ المنصورۃ، الفرقۃ الناجیۃ رہے گی تا قیامت رہے گی ان سے مخالفت کرنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کل لوگ کہتے تھے یہ وہابی ہیں یہ وہابیت کا فتنہ ہے اس سے بچ کر رہو یہ گھر گھر میں وہابی پیدا ہو رہا ہے یہ کیا ہو رہا ہے! روکتے رہے جھوٹ باندھتے رہے تہمتیں لگاتے رہے انجام کیا ہوا واقعی گھر گھر میں وہابی پیدا ہوا کہ نہیں ہوا، دعوت اہل حدیث دعوت السلفیۃ پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ جزیرۂ عرب میں سے ایک شخص دو نہیں ایک تھا پھر دو ہوئے ،امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن سعود رحمہم اللہ ایک شخص کی محنت دیکھیں۔

یہ نہ سوچیں یار میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں؟! یہ کس نے کہا تم اکیلے ہو جس کے ساتھ اُس کا ربّ ہو اُس جیسا کوئی انسان ہے دنیا میں ؟بات اخلاص کی ہے بات ہمت کی ہے دل میں اخلاص ہو یقین ہو اپنے ربّ کی مدد کا، یہ یقین ہو کہ میں حق پر ہوں اور ساتھ ہمت بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی جب مدد آتی ہے تو واللہ! یہ انسان ایسا انسان ہوتا ہے اس کی دعوت اتنی مقبول ہوتی ہے دنیا میں کہ وہ سوچ نہیں سکتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کافی تکلیفیں پہنچیں مارا گیا پیٹا گیا یہاں تک کہ ان کے پوتوں کو توپوں سے اڑایا گیا، قتل کی انتہا دیکھیں امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض پوتوں کو توپوں سے باندھ کر توپوں سے اڑایا گیا! ان اہل شرک نے بدلہ لیا تو ایسا لیا لیکن کیا ہوا دعوت توحید کو مٹا سکے دعوت سنت کو مٹا سکے؟ جتنا دبانے کی کوشش کی واللہ! اتنی ابھر کر سامنے آئی ہے آج واللہ! افریقہ کے جنگلوں میں کتاب التوحید پڑھائی جا رہی ہے، کتاب التوحید سری لنکا میں بنگلہ دیش میں آج گھر گھر میں یہ کتاب پہنچ چکی ہے، سبحان اللہ۔

کل یہ لوگ کہتے تھے یہ وہابی ہیں بچ کر رہو آج یہ لوگ کہتے ہیں یہ مدخلی ہیں ان سے بچ کر رہو یہ فتنہ ہے فتنہ مدخلیت ہے ۔سبحان اللہ، بات وقت کی ہے آپ دیکھیں آج سے دو سو سال پہلے جو وہابیت سے ڈرتے تھے وہابیت کہاں تک پہنچی ہے میں کہتا ہوں بس انتظار کریں کچھ عرصے کے لیے دیکھیں جس کو یہ مدخلیت کہتے ہیں یہ کہاں تک پہنچتی ہے۔واللہ! دعوت حق یہ قاعدہ ہے یاد رکھیں یہ نور ہے نور اسے کوئی بجھا نہیں سکتا اسے کوئی دبا نہیں سکتا اسے کوئی مٹا نہیں سکتا جتنا یہ دبے گا اتنا ہی یہ اٹھے گا اللہ کی قسم! لیکن بات وقت کی ہے بعض لوگ جلد بازی میں کچھ کر جاتے ہیں کچھ کہہ جاتے ہیں اور دعوت میں کچھ تھوڑا سا خلل پڑ جاتا ہے، بعض لوگوں کی بات میں کر رہا ہوں جلد بازی میں کچھ کر جاتے ہیں ایسا یا بعض لوگ اپنی بد اخلاقیوں سے کچھ غلطیاں کر لیتے ہیں۔دعوت السلفیۃ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس اعتبار سے کہ یہ دعوت السلفیۃ کی دعوت نہیں ہے پرسنل بھی غلطیاں ہوتی ہیں کہ نہیں؟ آج ایک مسلمان کلمہ پڑھنے والا اگر کہیں پر بم بلاسٹ کرتا ہے تو سارے مسلمان تو اس کے ذمے دار نہیں ہیں ناں اگر ایک شخص سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو پوری دعوت السلفیۃ کو کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے ؟! یہ پرسنل غلطی ہے۔

علماء الحمد اللہ ہیں جو طلاب علم کو سمجھاتے بھی ہیں اور ان کی تربیت بھی کرتے ہیں الحمد اللہ دعوت السلفیۃ کی تربیت صرف توحید اور سنت کی نہیں ہے یہ بنیاد ہے منہج السلف بنیاد ہے اس کے اندر حسن اخلاق کی تربیت بھی دیتے ہیں۔واللہ! علماء کو دیکھیں ان کے اخلاق دیکھیں ان کا اخلاق ان کے علم سے پہلے بولتا ہے جو طلاب تھوڑے سے کمزور ہیں ان کی اصلاح کے لیے علماء الحمد اللہ نصیحتیں کر رہے ہیں اور اُن کی تربیت بھی کر رہے ہیں لیکن پوری دعوت ہی غلط ہو گئی سبحان اللہ یہ کہاں کا انصاف ہے بھئی! الغرض،﴿وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾۔

﴿وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ﴾(المطففین:31)(اور جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں تو ہنستے باتیں بناتے لوٹتے ہیں)۔ ﴿فَكِهِينَ﴾ خوشی خوشی لوٹتے ہیں بڑا تیر مار کر آئے ہیں ناں۔کیا تیر مارا ہے کیا کمال کیا ہے؟ مومنوں کا مذاق اڑایا ہے اہل حق کا مذاق اڑایا ہے گھر میں آتے ہیں خوش ہو کر پر رونق چہرے لے کر آتے ہیں خوش ہو کر آتے ہیں کہ آج ہم نے کام کر دکھایا ہے۔کیا کام کیا ہے جناب نے ؟ آج مومنوں کو گالی دی ہے برا بھلا کہا ہے تہمت لگائی ہے الزام تراشی کی ہے آپس میں گپیں لگاتے ہیں ایک دوسرے کو شاباشی دیتے ہیں گلے ملتے ہیں بڑا کمال کر کے آئے ہو بڑا اچھا کام کر کے آئے ہو بالکل ویسے جیسے کہ آج آپ دیکھتے ہیں۔

سوشل میڈیا سب کے سامنے ہے کسی ایک اہل حق میں سے کسی عالم یا طالب علم کی بات کو پکڑتے ہیں اپنا معنی نکالتے ہیں یا تہمت اپنی طرف سے لگادیتے ہیں الزام تراشی کر دیتے ہیں اور پھر سوشل میڈیا پر گالی گلوچ دے کر اسے عام کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو شاباشی بھی دے رہے ہوتے ہیں۔

کوئی فرق نہیں ہے ﴿وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ﴾ کل وہ کرتے تھے آج ہمیں ڈرنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے ڈریں عالم سے غلطی ہوتی ہے معصوم تھوڑی ہے طالب علم سے غلطی ہوتی ہے معصوم تھوڑی ہے اگر غلطی بھی ہوئی ہے تو اُس غلطی کی اصلاح کا ایک طریقہ ہے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے مخالفت اپنی جگہ پر ہے۔

اگر اہل سنت والجماعت کا عالم ہے آپ اس سے کوئی اختلاف بھی رکھتے ہیں یا ایک عالم دوسرے عالم سے اختلاف بھی رکھتا ہے کسی فروعی مسئلے میں جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیچ میں اختلاف تھا لیکن ادب تھا احترام تھا محبت تھی اجتماع تھا۔

اور اگر کوئی شخص حزبیت کا شکار ہے آپ اُسے نصیحت کرتے ہیں یا کوئی عالم اُسے نصیحت کرتا ہے الحمدللہ ہمارے علماء کو دیکھ لیں علم ہے دلیل ہے ثبوت ہے ادب ہے سب آپ کو ملے گا الحمدللہ۔ وہاں سے کیا جواب ملتا ہے وہ بھی دیکھ لیں جہالت ہوگی بلکہ جہل مرکب ہوگا ثبوت کوئی نہیں ہوگا بلکہ صرف تہمت ہوگی الزام تراشی ہوگی اور بدزبانی بدکلامی بے ادبی کے سوا ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، سبحان اللہ۔

الغرض، آگے ایک چیز اور بھی ہے باقی ہے ﴿وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَضَاۗلُّوْنَ﴾ (المطففین:32) (اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے بے شک یہ لوگ گمراہ ہیں)۔

سبحان اللہ مشرک مومنوں کو دیکھتے اور کہتے یہ لوگ گمراہ ہیں۔

کیوں؟ کیونکہ ہماری طرح شرک نہیں کرتے۔

بدعتی سنیوں کو دیکھ کر کہتے ہیں گمراہ ہیں کیونکہ ہماری طرح بدعت نہیں کرتے، حزبی سلفیوں کو دیکھ کر کہتے ہیں گمراہ ہیں کیونکہ ان کی طرح حزبیت کا شکار نہیں ہیں، اہل باطل اہل حق کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں یہ گمراہ ہیں کیونکہ وہ اُن کی طرح باطل میں ڈوبے ہوئے نہیں ہیں بالکل ویسے جیسا کہ نافرمان فرمانبردار کو دیکھ کر کہتا ہے "یہ کیا دقیانوسی سوچ رکھتا ہے کیا یہ دبے ہوئے لوگ ہیں یہ دنیا سے محروم ہیں دنیا کے خیالات سے محروم ہیں"۔اُن کے نزدیک وہ بڑا گمراہ ہے اور خود شہوتوں میں ڈوبا ہوا ہے نافرمانی حرام کھانا ہے حرام پینا حرام دیکھنے حرام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے!

سبحان اللہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں ﴿وَمَآ اُرۡسِلُوۡا عَلَيۡهِمۡ حٰفِظِيۡنَ﴾(المطففین:33) (اور وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے)۔ تمہیں کس نے ان پر نگہبان بنا کر بھیجا ہے؟ تمہارے ربّ نے تمہیں پیدا کیا ہے توحید عبادت کے لیے وہ تو تم کر نہ پائے اب یہ کیا بات ہے جو اللہ تعالیٰ کے موحد ہیں متبع سنت ہیں صحیح منہج پر قائم ہیں ان کا مذاق اڑاتے ہو، بدکلامی بدزبانی تہمتیں ان پر لگاتے ہو اور پھر اپنی محفلوں کو سجاتے ہو ان کا ذکر کر کے تہمتیں لگا کر یا مذاق اڑاتے ہوئے کیا تمہیں ان پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے؟ کیا تمہارے ربّ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ جا کر ان کے ساتھ یہ سلوک کرو؟ کس نے تمہیں نگہبان بنایا ہے ؟﴿وَمَآ اُرۡسِلُوۡا عَلَيۡهِمۡ حٰفِظِيۡنَ﴾ان کو نگہبان بنا کر بھیجا ہی نہیں گیا اب یہ خود اپنے اقوال اور افعال کے ذمہ دار ہیں۔

نتیجہ آخر میں ﴿فَالۡيَوۡمَ﴾ اب دنیا سے ہٹ کر اب آخرت پر واپس آ گئے ہیں۔ یوم کون سا یوم ہے؟ دنیا کا یوم ختم ہو گیا ہے دنیا میں وہ کیا کرتے تھے مذاق جو اڑاتے تھے اب دیکھیں مر تو گئے ہیں ناں سب نے مر جانا ہے مومن بھی مر گئے اور یہ مذاق اڑانے والے کافر بھی مر گئے، اہل حق مر گئے اہل باطل بھی مر گئے، موحد مر گئے مشرک بھی مر گئے، متبع سنت بھی مر گئے بدعتی بھی مر گئے سب مر گئے، سنیں ﴿فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ يَضۡحَكُوۡنَ﴾(المطففین:34)(پس آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہیں)۔

ایمان والے دنیا میں ان کے ظلم و ستم سے کبھی رو بھی پڑتے تھے تکلیفیں ہوتی تھیں اپنے ربّ کے لیے روتے تھے اور کافر ان کو رلا کر ہنسا کرتے تھے یا ان کو تکلیف دے کر خوش ہوتے تھے آج دن آ گیا ہے آج کے دن ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے۔ کافر عذاب میں ہیں تکلیف میں ہیں ویل میں ہیں دردناک عذاب میں جہنم میں ہیں اور مومن ہنسیں گے۔

ہنسیں گے کیسے ذرا یہ بھی سنیں ﴿فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ يَضۡحَكُوۡنَ ۝٣٤ عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۙ يَنۡظُرُوۡنَ﴾ (المطففین:34-35)۔ یہ آیت دو مرتبہ ہے ﴿عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۙ يَنۡظُرُوۡنَ﴾ (تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں)۔ پہلی آیت میں دنیا کے نظارے دیکھتے ہیں اب جب ہنسنے کی بات آئی کافروں پر ہنسیں گے تو تختوں پر بیٹھ کر کافروں کو دیکھ کر ان کی حالت کو دیکھ کر ہنسیں گے جب کہ کافر شدید ترین بدترین عذاب میں ہوں گے۔

سبحان اللہ، کئی ایسے لوگ ہیں دنیا میں مظلوم جو ہے ظالم سے اپنے ظلم کا بدلہ لے نہیں سکتا مر جاتا ہے، ظالم مر گیا مظلوم بھی مر گیا۔ قیامت کے دن جب مظلوم دیکھے گا اپنی آنکھوں سے ظالم کو سزا دی جا رہی ہے اور اتنی بڑی سزا جو ظالم کو مظلوم دنیا میں نہ دے سکا۔ دنیا کے ظلم کی کیا سزا ہے؟ کوئی قتل بھی کر دیتا ہے دنیا میں ایک موت آئی اور معاملہ تمام ہو گیا اگر مظلوم مقتول ہے تو

قیامت کے دن اس ظالم کو بار بار قتل کر دیا جائے گا، دوبارہ موت تو نہیں آنی ناں، سبحان اللہ۔ اب یہ مظلوم جو دنیا میں مظلوم تھا اب دیکھ رہا ہو گا کتنا خوش ہو گا کہ دنیا میں تو میں کچھ نہ کر سکا اگر میں کچھ کر بھی سکتا تو یہ تو نہ کر سکتا ناں اتنی تکلیف کہاں دیتا میں ! تو اس کا ربّ اسے آخرت میں صرف راضی نہیں کرے گا بلکہ اس کی آنکھوں کے سامنے دکھائے گا کہ دیکھو یہ ظالم اس کا حشر دیکھو کیا ہو رہا ہے ﴿عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ﴾۔

﴿هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾(المطففین:36)(کافروں نے اب بدلہ پایا ہے جیسا کہ وہ کرتے تھے)۔ کافروں پر ظلم نہیں ہوا ظالم پر ظلم نہیں ہوا لیکن کافر بدکار ظالم کو اس کے کیے کی سزا ملی ہے جو دنیا میں وہ کیا کرتا تھا اب اس کو اس کی سزا مل گئی ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا غضب اور سزا سے بچنا چاہتے ہو تو ابھی وقت ہے ابھی سانس جاری ہے ابھی وقت باقی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ الرحمٰن ہے الرحیم ہے، الغفور ہے الرحیم ہے العفو ہے الحلیم ہے در گزر کرنے والا ہے وسیع رحمت والا ہے، التواب ہے بار بار توبہ قبول بھی فرماتا ہے۔ یہ نہ کہیں ارے! میں تو گناہوں میں ڈوب چکا ہوں اب میری خلاصی کہاں ہونی ہے! ہو سکتی ہے۔ ننانوے شخص کا قاتل سو قتل پورے کرنے کے باوجود بھی جنت میں داخل ہوا کہ نہیں؟ کب؟ جب توبہ کی اس نے سچے دل سے توبہ کی ۔ سو شخص کا قاتل جنت میں جا سکتا ہے!

ایک شخص میرے پاس آیا کہتا ہے ڈاکٹر صاحب میں بہت پریشان ہوں۔ کیا ہوا؟ میں بہت بڑا ظالم بندہ ہوں بہت بڑا گناہ گار ہوں میرا خیال ہے میں بس ہلاک ہو کر ہی رہوں گا بس میرا ربّ مجھ سے اتنا ناراض ہے کہ میں جہنمی ہو چکا ہوں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون کیا کہہ رہے ہو تم اپنے ربّ سے حسن ظن رکھو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہے تم کیسی بات کر رہے ہو؟! نہیں میں نے بڑے گناہ کیے ہیں! میں نے کہا اچھا کتنے قتل کیے ہیں تم نے؟ کہتا ہے کیا کہہ رہے ہیں؟! میں نے کہا بھئی آپ نے کتنے قتل کیے ہیں؟ کہتا ہے نہیں میں نے قتل تو ایک بھی نہیں کیا۔ میں نے کہا اچھا میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح بخاری کی روایت ہے، ایک شخص نے ایک نہیں دو نہیں، دس نہیں بیس نہیں، پچاس نہیں ساٹھ نہیں نوے نہیں سو قتل کیے، سو قتل کیے اس نے توبہ کی جنت میں داخل ہو گیا۔

اس شخص کی آنکھیں ایسے رک گئیں اپنی جگہ پر جیسا کہ کسی نے سر پر کسی نے کچھ مارا ہو ہتھوڑا مارا ہو، صحیح بخاری کی روایت ہے ! میں نے کہا صحیح بخاری کی روایت ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے سچے دل سے توبہ کر کے دیکھیں آپ کی زندگی بدل جائے گی۔ اللہ

تعالیٰ توبہ سے کفر بھی معاف کر دیتا ہے کفر معاف ہو جاتا ہے، شرک معاف ہو جاتا ہے یہ بھی تم کرتے ہو؟ کہتا ہے نہیں۔ میں نے کہا پھر تم کرتے کیا ہو؟! سبحان اللہ۔

جتنے بڑے گناہ کیوں نہ ہوں توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب موت آئے گی اور روح حلق تک پہنچے گی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا بس پھر ہم ہیں ہمارا اعمال نامہ ہے ہمارا حساب کتاب ہے اور ہمارا انجام ہے آج متعین کرنا ہے جو کچھ ہم کر رہے ہیں اور توبہ کے لیے کسی بزرگ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے وضو کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے جہاں پر آپ ہیں کسی کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے زبان کو ہلانے کی ضرورت بھی نہیں ہے اپنے دل سے اپنے ربّ سے سچی توبہ کر کے دیکھیں اگر رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل تو بنا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کرتے ہوئے کہ اب یہ گناہ میں نہیں کروں گا اے اللہ تعالیٰ! مجھے معاف کر دے، میرے گناہوں کو معاف کر دے در گزر فرما دے اپنی زندگی بدلتے ہوئے دیکھیں محسوس کریں۔ جزا اور سزا ہو کر رہے گی یقیناً، جیسے کہ ہمیں یقین ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ دوبارہ زندہ کیوں ہوں گے پھر ہم؟ یا جزا ہے یا سزا ہے جزا کے لیے توبہ ہے سزا کے لیے ہٹ دھرمی ہے جو راستہ اختیار کرنا ہے کریں۔

آج وقت ہے آج عقل بھی کام کر رہی ہے سمجھ بھی ہے کان بھی سلامت ہے آنکھ بھی سلامت ہے زبان بھی سلامت ہے جسم بھی سلامت ہے کل کا کوئی پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے، آج ماحول بھی ہے کل کا کوئی پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے اس لیے بہترین موقع ہے اپنے ربّ کو راضی کرنے کا توبہ کرنے کا۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

mp3 Audio

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظ اللہ) کے آڈیو درس (083: سورۃ المطففین کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔